Dareecha-e-Tahqeeq
دریچۂ تحقیق
ISSN PRINT 2958-0005 ISSN Online 2790-9972
VOL 4, Issue 1
www.dareechaetahqeeq.com dareecha.tahqeeq@gmail.com

امجد شبیر
اسکالر پی ایچ۔ڈی اردو، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

ادب اور سماجی لسانیات: انگریزی لفظیات کے تناظر میں جدید اردو نظم کا اسلوبیاتی مطالعہ

Amjad Shabbir,
Scholar Ph.D. Urdu, National University Of Modern Languages, Islamabad

Literature And Sociolinguistics: A Stylistic Study Of Modern Urdu Poetry In The Context Of English Diction

This study delves into the use of English Diction in modern Urdu poetry and its impact on the stylistic context. The research focuses on selected poets and their incorporation of English words and phrases into their Urdu poetry. The study aims to understand how this inclusion affects the literary style and meaning of the poetry. It also explores the sociolinguistic implications of this phenomenon on the Urdu language and the relationship between the poets and their audience. This article aims to explore the stylistic implications of this trend through a stylistic analysis of the selected Urdu poets: Asad Muhammad Khan, Iftikhar Jalib, Salim-ul-Rehman, Akhtar Usman, Azra Abbas, Afzal Ahmed Syed, Zahra Nagah, Parveen Shakir, Zee Shan Sahil, Naseer Ahmad Nasir, Ali Muhammad Farshi, Waheed Ahmad, Rawish Nadeem and Arshad Meraj. The influence of English on Urdu can be seen as a reflection of the increasing globalization and Westernization of Pakistani society. The poets included in this study represent different generations and come from different parts of Pakistan, but they all share a common experience of growing up in a society that is increasingly exposed to English. The stylistic implications of the use of English Diction in Urdu poetry are varied and complex. On one hand, it can be seen as a way of enriching the poetic language, bringing new nuances and connotations to the Urdu lexicon.

Keywords: Sociolinguistics, English Diction, Code Mixing, Stylistic Studies.

کلیدی الفاظ: سماجی لسانیات، انگریزی لفظیات، کوڈ مکسنگ، اسلوبیاتی مطالعہ

ادب جہاں زندگی کے نت نئے موضوعات کو پیش کرتا ہے، وہیں ہر دور میں ادب کے اسالیب میں بھی تنوع آتا ہے۔ خاص طور پر جدید عہد میں زبان کے مروجہ اسالیب سے انحراف ادب کا خاصہ ہے۔ دُنیا بھر کے ادب میں انسانی جذبوں، مسائل، کیفیات اور مباحث کو متنوع انداز میں بیان کرنے کے لیے نئے نت کئی تجربات ہوتے رہے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ اُردو ادب عالمی زبانوں کے شانہ بشانہ ان انحرافات اور تبدیلیوں کو اپنے اندر سموئے ہوتے رہے۔ یوں تو اردو شاعری میں ابتدا ہی سے دیگر زبانوں کے ادب سے استفادے کی روایت موجود ہے لیکن جدید اردو شاعری اور خاص طور پر جدید اردو نظم نے دیگر زبانوں اور خاص طور پر مغربی زبانوں کے ادب سے بھرپور استفادہ کیا اور موضوع اور ساخت ہر دو سطح پر اردو شاعری کو ثروت مند بنایا۔ سماجی لسانیات میں زبان اور سماج کے درمیان تعلق کا مطالعہ کیا جاتا ہے یعنی زبان پر سماج کس طرح اثر انداز ہوتی ہے۔

سماجی لسانیات ایک زبان کے دوسری زبان پر اثرات کا مطالعہ کرتی ہے جسے عام طور پر کوڈ مکسنگ اور کوڈ سوئچنگ کہا جاتا ہے۔ انگریزی لفظیات

 Corresponding Author's Email: amjidaadis@gmail.com

کے استعمال اور تجربات کو سماجی لسانیات میں بنیادی اہمیت حاصل ہے۔اپنے خیالات، جذبات اور آرا کو دوسروں تک پہنچانے کی صلاحیت واقعی ایک قابل ذکر ہنر ہے۔ کسی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے ایک زبان میں اظہار خیال کرنا جب دشوار ہو جاتا ہے تو متکلم اس کمی کو پورا کرنے کے لیے دوسری زبان کے الفاظ یا جملوں کا استعمال کرنے لگتا ہے۔اس طرح بولنے والا یا لکھنے والا اپنی گفتگو یا تحریر کو جاری رکھتے ہوئے دوسری زبان بولنے کے لیے متحرک ہو جاتا ہے۔ادب سماج کا آئینہ دار ہے اور سماجی لسانیات میں زبان اور سماج کے درمیان تعلق کا مطالعہ کیا جاتا ہے یعنی زبان پر سماج کس طرح اثرانداز ہوتی ہے۔ سماجی لسانیات ایک زبان کے دوسری زبان پر اثرات کا مطالعہ کرتی ہے۔ سماج کے مختلف شعبوں کے اثرات کو جدید اردو نظم نے نت نئے اسالیب کے ذریعے سمویا ہے۔ جدید اردو نظم میں انگریزی لفظیات کا استعمال شعرا نے کس طور پر کیا ہے اور اس سے اردو نظم کس طرح متنوع موضوعات و اسالیب کی حامل بنی ہے، اس اسلوبیاتی مطالعے میں ان مذکورہ بالا جہات کا تفصیلی جائزہ لیا جائے گا۔

کلیم اللہ اپنی کتاب "سماج کا ارتقا" میں لکھتے ہیں کہ سماج کی ابتدائی شکل کیا تھی اس بارے میں کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا:

"معاشی زندگی گزشتہ سو سالوں میں انسانی سماج کے ارتقا پر جس قدر بھی کام کیا گیا ہے۔اس سے ابھی تک قطعی طور پر یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ انسان کے بالکل ابتدائی سماج کی حالت کیا تھی۔ وہ جب دور حیوانیت سے نکل کر دور انسانیت میں داخل ہوا تو انسانوں کے باہمی رشتے کیا تھے اور وہ اپنے اطراف و اکناف کی نیچر کی قوتوں کا کس طرح مقابلہ کرتا تھا۔"(۱)

تہذیبوں کی ترقی اور پھیلاؤ میں زبانیں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ مختلف زبانیں ثقافتی تبادلے کا ذریعہ بن سکتی ہیں، جس سے دنیا کے مختلف حصوں کے لوگوں کو ایک دوسرے کے رسم و رواج، عقائد اور تاریخ کے بارے میں جاننے کا موقع ملتا ہے۔ زبان کے ذریعے، لوگ ایک دوسرے کے ساتھ بات چیت کرنے کے قابل ہوتے ہیں، خیالات، ٹیکنالوجیز اور ثقافتی طریقوں کے تبادلے میں سہولت فراہم کرتے ہیں۔اس کے نتیجے میں، زبانیں تہذیبوں کو تشکیل دینے اور اس پر اثرانداز ہونے میں مدد کرتی ہیں۔

لسانیات کے اندر زبان کے فرق اور تبدیلی کے مطالعہ کے کئی طریقے ہیں جن میں تقابلی لسانیات، تاریخی لسانیات، اور سماجی لسانیات شامل ہیں۔ تقابلی لسانیات میں مختلف زبانوں کا موازنہ اور مشترکات اور اختلافات کی نشاندہی کرنا شامل ہے جبکہ تاریخی لسانیات میں وقت کے ساتھ ساتھ زبانوں کے ارتقا کے طریقے کا مطالعہ شامل ہے۔ سماجی لسانیات کا تعلق سماجی اور ثقافتی اُن عوامل سے ہے جو زبان کی تبدیلی کو متاثر کرتے ہیں۔ زبان کے فرق اور تبدیلی کے مطالعے کا ایک اہم مقصد زبان کی نوعیت اور ماخذ کے ساتھ ساتھ ان طریقوں کو سمجھنا ہے جن میں زبانیں ایک دوسرے سے تعامل کرتی ہیں اور ایک دوسرے پر اثرانداز ہوتی ہیں۔ یہ تعلیم، زبان کی منصوبہ بندی اور زبان کی پالیسی جیسے شعبوں کے ساتھ ساتھ انسانی تاریخ اور ثقافت کے بارے میں ہماری سمجھ کے لیے اہم اثرات مرتب کر سکتا ہے۔

"زبان میں ہونے والی تبدیلی یا تغیرات کے سائنسی مطالعہ کے لیے سب سے اہم کام چند لسانیاتی محرکات کا انتخاب ہے، یہاں لسانیاتی محرکات کے انتخاب سے قبل انتہائی ضروری ہے کہ لسانیاتی محرک خود کیا ہے؟ کی تشریح کی جائے تاکہ قاری، محققین کے لسانیاتی محرکات اور ان کے استعمال کے رویوں اور برتاؤ (Treatment) کو سمجھ سکے۔"(۲)

زبان کی تبدیلی کے سائنسی مطالعہ میں لسانی محرکات کا انتخاب ایک اہم کام ہے کیونکہ یہ ان اعداد و شمار کا تعین کرتا ہے جس کا تجزیہ کیا جائے گا اور تجزیہ سے جو نتائج اخذ کیے جا سکتے ہیں۔ لسانی محرکات سے مراد وہ زبان کا مواد ہے جو تحقیق کی بنیاد کے طور پر استعمال ہوتے ہیں، جیسے کہ بولی یا تحریری عبارتیں، آوازیں یا زبان کے نمونے۔ زبان کی تبدیلی کی تحقیق کے لیے لسانی محرکات کا انتخاب کرتے وقت غور کرنے کے لیے کئی عوامل ہیں۔ایک اہم عنصر محرکات کی نمائندگی ہے، جس سے مراد یہ ہے کہ محرکات اس زبان یا زبان کے گروپ کے نمائندے ہیں جس کا مطالعہ کیا جا رہا ہے۔ محققین کو محرکات کی خارجی موزونیت پر بھی غور کرنا چاہیے، جس سے مراد یہ ہے کہ کیا محرکات پوچھے جانے والے تحقیقی سوال سے متعلق ہیں۔مزید برآں، محققین کو محرکات کی اندرونی صداقت پر غور کرنا چاہیے، جس سے مراد یہ ہے کہ آیا محرکات تحقیق کے تناظر میں قابل اعتماد اور مطابقت رکھتی ہیں۔

"رام بابو سکسینہ کی رائے زیادہ نچی تلی معلوم ہوتی ہے۔انہوں نے تاریخ ادب اردو میں انگریزی کے اثرات کے ذکر کے بعد رائے دی ''اردو میں انگریزی الفاظ بکثرت داخل کرنے میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔اسی طرح وہ انگریزی الفاظ جو اردو میں داخل اور مستحکم ہو گئے ہیں، خارج کرنا بھی اندیشہ سے خالی نہیں "(۳)

سماجی لسانیات میں اسلوبیات کا اطلاق مختلف قسم کے متن پر کیا جا سکتا ہے، بشمول ادب، فلم، ٹیلی ویژن، اور میڈیا کی دیگر اقسام۔ متن کی لسانی خصوصیات اور ان کے سماجی اور ثقافتی سیاق و سباق کا تجزیہ کرتے ہوئے، اسلوبیاتی تجزیہ ان طریقوں کی بصیرت کو ظاہر کر سکتا ہے جن میں زبان معاشرے اور ثقافت کی عکاسی اور اثر انداز ہوتی ہے۔Britannicaڈکشنری میں اسلوبیات کی تعریف کچھ یوں ہے:

"Stylistics, study of the devices in languages (such as rhetorical figures and syntactical patterns) that are considered to produce expressive or literary style. Style has been an object of study from ancient times. Aristotle, Cicero, Demetrius, and Quintilian treated style as the proper adornment of thought. In this view, which prevailed throughout the Renaissance period, devices of style can be catalogued. The essayist or orator is expected to frame his ideas with the help of model sentences and prescribed kinds of "figures" suitable to his mode of discourse. Modern stylistics uses the tools of formal linguistic analysis coupled with the methods of literary criticism; its goal is to try to isolate characteristic uses and functions of language and rhetoric rather than advance normative or prescriptive rules and patterns."(۴)

جدید اردو نظم میں انگریزی لفظیات کے استعمال کے اسلوبیاتی اثرات متنوع، پیچیدہ اور کثیر الجہات رجحان ہیں جو پاکستانی معاشرے کی بدلتی ہوئی نوعیت کی عکاسی کرتے ہیں۔ایک طرف اسے شاعرانہ زبان کو تقویت دینے، اردو لغت میں نئی باریکیاں اور نئے مفہوم لانے کے طریقے کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔دوسری طرف اسے لسانی سامراج کی ایک شکل کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے، جو کہ محکوم پر غالب زبان کو مسلط کرنے کا ایک طریقہ ہے۔اس مطالعے میں شامل شعرا انگریزی لفظیات کے استعمال کے لیے مختلف طریقوں کا مظاہرہ کرتے ہیں، اسے دل سے قبول کرنے سے لے کر اسے کفایت شعاری اور تنقیدی انداز میں استعمال کرنے تک۔ افتخار جالب کی نظم "لغو لفظیات" میں تجریدیت اور لایعنیت کے حوالے سے انگریزی لفظیات کا استعمال کیا ہے۔

"وائیڈ اسکرین پہ کپڑے اتار کے ڈینگو ڈانس کی خواہش مند مٹیار
کو دیکھا ان کے کلچر کی آزادی ہے"(۵)

انگریزی کا لفظ" وائیڈ اسکرین "اردو نظم میں مختلف سیاق و سباق میں استعمال ہوا ہے۔ نظم کسی شخص کے رویے یا برتاؤ کے حوالے سے شاعر کسی شخص کی باڈی لینگو ئج یا اپنے آپ کو پیش کرنے کے طریقے کو بیان کرنے کے لیے" کلچر "کی اصطلاح استعمال کرتا ہے۔اگر نظم کسی شخص کی ذہنی حالت یا جذبات کے بارے میں ہے تو شاعر شخص کے اندرونی اضطراب یا اس کے چہرے کو بیان کرنے کے لیے" ڈینگو ڈانس "کی اصطلاح استعمال کرتا ہے۔

منتخب شعرا میں "اسد محمد خاں "اردو افسانے کے حوالے سے جانے جاتے ہیں اور نظم کے شاعر بھی ہیں اردو نظم میں دیگر زبانوں کے الفاظ کا استعمال کر کے انہوں نے سیاسی، سماجی اور ثقافتی اعتبار سے مختلف رویوں کو ظاہر کیا ہے۔اسلوبیاتی تناظر میں ایک وسیع کینوس پیش کیا ہے۔اسد محمد خاں کی نظم "ہم لوگ" جس میں انگریزی لفظیات کا استعمال ایک منفرد معنی سامنے لاتا ہے۔

"ہم سب 35-35 کے
اینگری ینگ مین ہیں،
اسی لیے اپنے بچوں پر خفا ہوتے ہیں،
اور اسی لیے فری لو کے نام پر

ہمارے پیٹ میں
اور پیٹ کے نیچے اینٹھن ہونے لگتی ہے"(۶)

اس اردو نظم میں انگریزی الفاظ کا استعمال "اینگری ینگ مین" ہے۔اس کے استعمال سے امیجری میں گہرائی اور گیرائی پیدا ہوتی ہے جو نظم کو مزید دل فریب اور فکرانگیز بناتا ہے۔"اینگری ینگ مین"اور "فری لو"کا استعمال ممکنہ طور پر اسی نام کی ادبی اور ثقافتی تحریک کا حوالہ ہے جو 1950 کی دہائی میں برطانیہ میں ابھری تھی۔اس تحریک کی خاصیت نوجوانوں میں مایوسی کی صورت تھی جو اکثر سماجی اور معاشی دباؤ سے پیدا ہوتی ہے۔اس نظم میں اسلوبیاتی حوالے سے کوڈمکسنگ کا استعمال ہوا ہے۔ایک طرح سے بے ساختہ، جذباتی اظہار اور ساخت کے اعتبار سے اندرون جملہ (Intra-Sentential) کے طور پر استعمال ہوا ہے۔

پروین شاکر نے اپنی نظم "ویسٹ لینڈ" میں انگریزی لفظیات کا استعمال کیا ہے۔پروین شاکر نے نظم کا عنوان کے ایس ایلیٹ کی نظم پر رکھا ہے اور اسے ایک استعارے کے طور پر پیش کیا ہے۔وہ اپنی نظم میں کہتی ہیں:

"میری سوچ کے بدن"تو"نمو تو دے
میں ترے بغیر "ویسٹ لینڈ"ہوں!"(۷)

اسلوبیاتی نقطۂ نظر سے، "ویسٹ لینڈ" کے استعمال کو کوڈمکسنگ کی مثال کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔اس کے مختلف قسم کے اثرات ہو سکتے ہیں جیسے کہ اردو میں انگریزی الفاظ کا استعمال متن میں نفاست یا جدیدیت کا احساس بھی بڑھا سکتا ہے۔سماجی لسانی نقطہ نظر سے اردو شاعری میں "ویسٹ لینڈ" کے استعمال کو عالمگیریت اور ثقافتی تبادلے کے اظہار کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔

اختر عثمان نے اپنی نظم "بازار گردی" میں انگریزی الفاظ کا استعمال منظر نگاری، استعارہ، تکنیک، شکل اور ساخت کے اعتبار سے ثقافتوں اور روایت کے امتزاج کے ساتھ کیا ہے۔

"یہ ضرورت کا بازار ہے، خواہشوں کا نہیں
تار، سی ڈی، فلاپی، پرنٹر
عجب ناشنیدہ سے الفاظ ہیں
وائرس وائرس کی صدائیں ہیں"(۸)

اس نظم میں سی ڈی، فلاپی، پرنٹر، وائرس اور ای میل جیسے الفاظ ملتے ہیں۔اس نظم میں انگریزی الفاظ کا استعمال اجنبی ثقافت اور لسانی اثرات کے امتزاج کی عکاسی کرتا ہے، ایک ایسا رجحان جسے کوڈمکسنگ بھی کہا جاتا ہے۔شاعر بازار کی ترتیب میں ٹیکنالوجی کو بیان کرنے کے لیے انگریزی الفاظ، جیسے "وائرس،""سی ڈی،""فلاپی،"اور "پرنٹر"استعمال کرتا ہے۔زبان کا یہ انتخاب انگریزی کی عالمی سطح پر پہنچ اور پھیلاؤ کو ظاہر کرتا ہے، خاص طور پر ٹیکنالوجی کے شعبے میں اور شاعر اسے معاصر حسیت کے ساتھ پیش کرتا ہے۔

سماجی لسانیات کے لحاظ سے، بنیادی طور پر اردو سیاق و سباق میں انگریزی الفاظ کا استعمال مغربی ثقافت، اقدار اور ٹیکنالوجی سے واقفیت یا اپنانے کی تجویز کرتا ہے۔یہ ایک وسیع تر، بین الاقوامی سامعین تک پہنچنے اور نظم میں ایک وسیع تر ثقافتی نقطہ نظر کو شامل کرنے کی خواہش کی نشاندہی کرتا ہے۔

اسلوبیاتی نقطہ نظر سے، زبانوں کا اختلاط نظم میں گہرائی اور اہمیت کا اضافہ کرتا ہے، جس سے ثقافتی تنوع اور کثیر لسانیت کا احساس ہوتا ہے۔یہ قاری کے لیے پیچیدگی اور چیلنج کی ایک تجویز بھی شامل کرتا ہے، کیونکہ انہیں مختلف لسانی اثرات کے طریقے کو واضح کرنا چاہیے اور استعمال کیے گئے الفاظ کے معنی کی تشریح کرنی چاہیے۔

عذار عباس نے اپنی نظم میں انگریزی لفظ "آئی وٹ نیس" کو بطور عنوان لیا ہے۔ اس نظم میں یہ انگریزی لفظ ایک منفرد اسلوبی عنصر کا اضافہ کررہا ہے۔ اردو ادب میں انگریزی الفاظ کا استعمال جدید اردو شاعری کی ایک عام خصوصیت ہے، اسے "Anglicized Urdu" یا "urdish" شاعری کے نام سے جانا جاتا ہے، جہاں شاعر انگریزی اور اردو زبانوں کا مرکب استعمال کرتا ہے اس سے نظم میں ثقافتی اور لسانی روابط کا احساس پیدا کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

اسلوب نگاری کے لحاظ سے اردو نظم میں لفظ ""آئی وٹ نیس "کا استعمال اس مضمون میں معاصریت اور عالمی تناظر کا احساس پیدا کرتا ہے۔ یہ شاعر کے زبان کے استعمال میں جدیدیت اور تجربہ کاری کا احساس بھی تجویز کرتا ہے۔ جدید اردو نظم میں انگریزی الفاظ کا استعمال معاشرے میں رونما ہونے والی ثقافتی اور لسانی تبدیلیوں کی نشان دہی کرتا ہے۔

علی محمد فرشی نے اپنی کتاب "زندگی خودکشی کا مقدمہ نہیں" نظم "مقدمہ "میں انگریزی لفظیات کا استعمال کر کے نئے موضوعات سے اردو شاعری کو روشناس کیا ہے۔

"بھاؤ گرتے آدمی کو
کرنسی کی دنیا میں
کیا bid ملی؟
اگلی قسطوں میں دیکھے گے۔
زندہ زمانہ!"(۱۰)

اس نظم میں انگریزی الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے "کرنسی" اور"bid " موجودہ صورت حال نظم کے سیاق وسباق کے طور پر مالیاتی، نیلامی یا اسٹاک مارکیٹ کے لین دین کے حوالے سے سمجھا جا سکتا ہے۔ جملے کے استعمال کو زندگی کی عمر کی معیشت یا معاشرے کی موجودہ حالت کے حوالے سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ شاعر نے اس نظم میں استعمال ہونے والے انگریزی الفاظ کو اسلوبیاتی انداز میں پیش کیا ہے، تاکہ معاشی جدوجہد اور فرد کی زندگی پر معاشی حالات کے اثرات کو بیان کیا جا سکے۔ مخصوص مالی اصطلاحات جیسے کہ "Bid"اور "کرنسی" کا استعمال صورت حال اور نظم کے سیاق وسباق کی ایک واضح اور مخصوص تصویر بنانے میں مدد کرتا ہے۔ شاعر نے اس لفظ کو اس طرح استعال کیا ہے جو نظم کے مجموعی موضوع سے مطابقت رکھتا ہے اور یہ ایک اسلوب پسند انتخاب ہے جو شاعر کے پیغام کو مؤثر طریقے سے پہنچاتا ہے۔

افضال احمد سید کی نظم "ایک آئس کریم کو متعارف کرانے کی مہم" میں عسکری جارحیت کا اظہار ملتا ہے۔ بکتر بند گاڑیوں کی آمد اور رزمیہ ماحول سامنے آتا ہے۔ افضال احمد سید اس نظم میں ابتدامیں خوش گوار حالات کی بات ایک خوب صورت انداز میں کرتے ہیں لیکن پھر عسکری جارحیت کو کس طرح بیان کرتے ہیں اس نظم میں منظر کشی ملتی ہے۔

"رینجرز کی موبائیلوں
اور بکتر بند گاڑیوں کے آنے کے بعد ٹینکوں کے آنے سے پہلے
وہ کھلونوں کی دکانوں سے نکل کر
ہماری سڑکوں پر آ گئے
اپنے پہیوں والے سفید ڈبوں کے ساتھ
جن کے اوپر خوبصورت چھتریاں لگی تھیں
وہ سٹوبری اور ونیلا کی زبان میں بات کرتے تھے
ان کے پاس لوگوں کو متوجہ کرنے کے لیے
ایک دلکش دُھن تھی

ان کی
ایک آئس کریم کو متعارف کرانے کی مہم
ہمارے شہر کے لیے آخری خوش گوار حیرت تھی۔"(۱۱)

یہ نظم تنقیدی اور اسلوبی دونوں خیالات کا امتزاج ہے، یہ گلیوں میں بکتر بند گاڑیوں کی تصویر بناتی ہے۔"کھلونے کی دکانوں سے باہر نکلنا"اور اوپر "خوبصورت چھتریوں کے ساتھ" کے طور پر بیان کیا گیا ہے، جو جنگ اور تشدد کے ساتھ ان کی مخصوص وابستگی سے متصادم ہے۔اس سے حیرت اور عدم مطابقت کا احساس پیدا ہوتا ہے، جس سے قاری ان بکتر بند گاڑیوں کے مقصد پر سوال اٹھاتا ہے۔

نظم میں استعمال کی گئی زبان بھی سادہ اور اشتعال انگیز ہے، جس میں حسی تفصیلات جیسے "اسٹرابیری اور ونیلا" کے ذائقے پر توجہ دی گئی ہے۔ نظم کی آخری سطر "آخری ہمارے شہر کے لیے ایک خوشگوار حیرت تھی" میں بھی حیرت واستعجاب کا اضافہ ہوتا ہے، جو یہ بتاتا ہے کہ بکتر بند گاڑیاں وہ نہیں تھیں جس کی لوگ توقع کر رہے تھے، بلکہ یہ شہر کے لیے ایک خوشگوار حیرت تھی۔ یہ آخری سطر ایک گہرے معنی کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے، یہ تجویز کرتی ہے کہ نظم ایک مارکیٹنگ مہم کے بارے میں ہے جو ایک مصنوعات متعارف کرانے میں کامیاب رہی۔

ذی شان ساحل کی نظم "ایرنا" میں انگریزی لفظیات کا استعمال بے ساختہ اسلوب میں ہوا ہے۔

"میرے پاس ایک البم ہے
جس میں چند بادلوں کے ٹکڑے
خواب اور لوگوں کے چہرے
محفوظ ہیں"(۱۲)

اس نظم میں "البم" کا لفظ یادوں یا تجربات کے مجموعے کے لیے بطور استعارہ استعمال کیا گیا ہے۔ یہ ممکنہ طور پر ایک جسمانی فوٹو البم کے تناظر میں استعمال کیا جا رہا ہے، جہاں تصویریں جمع اور محفوظ کی جاتی ہیں۔اس طرح لفظ "البم" کا استعمال نظم میں پرانی یادوں اور عکاسی کا احساس بڑھاتا ہے، اور یادوں اور لوگوں کے چہروں کے موضوع کو پہنچانے میں مدد کرتا ہے۔اسلوبیاتی اور اصطلاحی انگریزی الفاظ کے لحاظ سے، اس تناظر میں لفظ "البم" کا استعمال علامتی زبان کی ایک مثال ہے، خاص طور پر ایک استعارہ کی۔

نصیر احمد ناصر کی نظم "فلیش بیک سے باہر" میں مختلف انگریزی الفاظ سماجی اور اسلوبیاتی تناظر میں ملتے ہیں۔

"اور یک دم فلیش بیک سے باہر نکل کر
اپنے نام سے منسوب کالرہ بلاک کے سامنے آ کھڑے ہوئے
دوسری ہجرت کے لیے
فلم بنتی رہی
فوٹو سیشن ہوتے رہے
اور میں فوکس سے باہر واحد تماشائی
منظر کے ایک سرے پر بیٹھا"(۱۳)

اس نظم میں منظر یا وقت کے ایک لمحے کی ایک اسلوبیاتی نمائندگی معلوم ہوتی ہے۔ زبان کا استعمال، خاص طور پر الفاظ کا استعمال جیسے کہ "بلاک"، "فلم"، اور "فوٹو سیشن" ایک جدید ترتیب یا سیاق وسباق کی تجویز کرتا ہے۔انگریزی الفاظ کا استعمال، خاص طور پر لفظ "فوکس" بولنے والے یا راوی کی زبان اور ثقافت پر انگریزی کے اثر کو نمایاں کرتا ہے اور ثقافتی یا سماجی تبدیلی کی تجویز بھی کو سامنے لاتا ہے۔ لفظ "فوکس" خیال ارد گرد کے واقعات سے منقطع ہونے یا بیگانگی کے احساس کی عکاسی کرتا ہے۔

مجموعی طور پر یہ نظم ایک جدید، بدلتی ہوئی دنیا کی تصویر پیش کرتی ہے اور عصری اردو زبان اور ثقافت پر انگریزی کے اثرات کو نمایاں کرتی ہے۔ اسلوبیاتی عناصر، جیسے کہ مخصوص الفاظ اور فقرے کا استعمال، وقت کے ساتھ اس لمحے کی نمائندگی میں گہرائی اور اہمیت کا اضافہ کرتے ہیں۔

اردو شاعری میں انگریزی الفاظ کی شمولیت نے اردو زبان اور اس کے ثقافتی تشخص کے تحفظ کے بارے میں بحث چھیڑ دی ہے۔ وحید احمد نے بھی اپنی نظموں میں انگریزی لفظیات کا استعمال بڑی مہارت اور مؤثر انداز سے کیا ہے۔ ان کی نظم " پانی سے میرا گھر نکلتا ہے "میں انگریزی لفظیات کا استعمال سماجیات کے تناظر میں ملتا ہے۔

" ٹنل فائیو پہ ڈیوٹی ہے

گھنے کچرے کے باعث

اس کا اک پھاٹک کئی دن سے خلل میں ہے

کبھی کوئی سپل وے نقص دیتا ہے"(۱۴)

کوئی بھی لفظ کسی دوسری زبان میں جب استعمال ہوتا ہے تو وہ اپنی پوری فضا ساتھ لے کر آتا ہے۔ مثال کے طور پر وحید احمد کی اس نظم "ٹنل فائیو" کو پانچواں غار کہیں گے تو اس کا مفہوم بدل جائے گا۔ نظم کے تناظر میں انگریزی اصطلاح کا استعمال مالی ذمہ داریوں یا پریشانیوں سے مغلوب ہونے کے جذبات کو بیان کرتا ہے۔

الفاظ کا انتخاب اور ان کے معانی نظم میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ روش ندیم تصویر کو پینٹ کرنے اور پیچیدہ جذبات کے اظہار کے لیے زبان کا استعمال کرتے ہیں۔ قدیم یا نئے الفاظ روزمرہ کی زبان استعمال کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ روش ندیم نے اپنی کئی نظموں کا نام انگریزی میں رکھا جیسا کہ " بریکنگ نیوز "اس نظم میں متعدد انگریزی لفظیات کا استعمال کیا ہے۔

"گھر سے نکلنے کی تیاری

بگ بینگ کے الارم پر آنکھ کھلی

کاما سوترا کو چوم کر تکیے کے نیچے رکھا"(۱۵)

اس اردو نظم میں انگریزی لفظ " بگ بینگ "کا استعمال دو ثقافتوں اور لسانی اثرات کے امتزاج کی نشاندہی کرتا ہے، جسے کوڈ مکسنگ کہا جاتا ہے۔ یہ اسلوب پسند انتخاب شاعر کی زبان اور اظہار میں بین الاقوامی عناصر کو شامل کرنے کے رجحان یا وسیع تر عالمی سامعین کو اپیل کرنے کی خواہش کی بھی عکاسی کرتا ہے۔ سماجی لسانیات کے لحاظ سے، انگریزی کا استعمال مغربی ثقافت، اقدار اور ٹیکنالوجی سے واقفیت یا اپنانے کی نشاندہی بھی کرتا ہے۔

ارشد معراج نے اپنی نظم میں الفاظ "پینٹ کی پھٹی جیب میں ہاتھ "ایک رومانوی یا پرانی یاد کے اظہار کے طور پر استعمال کیے ہیں۔ یہ قربت کا احساس، یا ایک پر امن اور سوچنے والا موڈ بھی تجویز کر سکتا ہے۔ مزید برآں یہ اندھیرے میں امید کی علامت یا رہنمائی کی روشنی کو بھی ظاہر کرتا ہے۔

"وہ کہتا ہے

کینڈل لائٹ

اس کی سنگت اور ڈنر

ایکسٹے سی ایکسٹے سی

پی سی

بھاپ کا غسل

سوئمنگ پول

واٹ اور شمپین کونیک وہسکی"(۱۶)

اس نظم میں ارشد معراج نے سماجی حوالے سے انگریزی لفظیات کا استعمال کیا ہے۔مزید براں ان لفظیات سے نفسیاتی معنویت کی طرف اشارے ہیں۔

اردو نظم میں انگریزی لفظیات کے استعمال نے نہ صرف اردو نظم کے کینوس کو وسیع کیا ہے بلکہ اس کے ساتھ اردو میں اظہار و تعبیر کی بے انت جہات پیدا کی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ عناصر مسائل کے اظہار کے لیے نئے اسالیب سے قارئین وسامعین کو روشناس کیا ہے۔اردو نظم میں انگریزی لفظیات کے اسلوب کا مطالعہ اردو لفظیات،اسلوب اور تعبیرات میں اضافے کا باعث بنے گا۔اس حوالے سے ایک مستقل و وسیع پیمانے پر تجزیاتی مطالعے کی ضرورت ہے۔

حوالہ جات

۱۔ کلیم اللہ، سماج کا ارتقا، سنگم پبلشرز لمیٹڈ، لاہور، س،ن، ص ۱۷

۲۔ محمد قاسم بگھیو، ڈاکٹر، لسانیات تا سماجی لسانیات، فکشن ہاوس، لاہور، ۲۰۱۹ء، ص نمبر ۶۵

۳۔ رام بابو سیکسینہ، تاریخ ادب اردو، مترجمہ مرزا محمد عسکری۔ نول کشور پریس، لکھنؤ ۱۹۵۲ء، ص ۵۹

۴۔ https://www.britannica.com/science/stylistics

۵۔ افتخار جالب، یہی ہے میرا لحن، فرہنگ، میر پور خاص، ۲۰۰۴ء، ص ۲۰

۶۔ اسد محمد خاں، کھڑکی بھر آسماں، سیفورٹین، کراچی، س،ن، ص ۵۱

۷۔ پروین شاکر، ماہِ تمام (کلیات)، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس، دہلی، ۲۰۰۸ء، ص ۶۷

۸۔ اختر عثمان، ستارہ ساز، احباب پبلی کیشنز، راولپنڈی، ۲۰۱۲ء، ص ۱۲۶

۹۔ عذرا عباس، اداسی کے گھاؤ (کلیات)، آج کی کتابیں، کراچی، ۲۰۲۰ء، ص ۱۵۸

۱۰۔ علی محمد فرشی، زندگی خودکشی کا مقدمہ نہیں، فیض الاسلام پرنٹنگ پریس، راولپنڈی، ۲۰۰۴ء، ص ۱۵

۱۱۔ افضال احمد، سید، مٹی کی کان (کلیات)، آج کی کتابیں، کراچی، ۲۰۰۹ء، ص ۳۰۸

۱۲۔ ذیشان ساحل، ساری نظمیں، آج، کراچی، ۲۰۱۱ء ص ۲۳

۱۳۔ نصیر احمد ناصر، سُرمئی نیند کی بازگشت، بک کارنر، جہلم، ۲۰۱۷ء، ص ۹۱

۱۴۔ وحید احمد، نظم نامہ، الحمد پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۲ء، ص ۱۲

۱۵۔ روش ندیم، دہشت کے موسم میں لکھی نظمیں، القا پبلیکیشنز، لاہور، ۲۰۱۴ء، ص ۶۵

۱۶۔ ارشد معراج، کتھا نیلے پانی، بہزاد پبلی کیشنز، راولپنڈی، ۲۰۰۸ء، ص ۳۸